گُستاخ
وَلَدُالحَرَام

تصنیفِ لطیف

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ




Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

امابعد! دین و اسلام کے خلاف ہزاروں فتنے اُٹھے اور بڑے زوروں پر بے دینی کے طوفان بَپا کر کے مٹے اور ایسے مٹے کہ اب اُن کا نام تک داستانوں میں نہیں۔ ایسے ہی تا قیامت تک ایسے طوفان اُٹھتے اور مٹتے رہینگے بالخصوص جس کے تحت محبوبانِ خدا کی بے ادبی و گستاخی ان کا اوڑھنا بچھونا ہو اُس کا بانی ولد الزنا یا کم از کم ولد الحرام ضرور ہو گا۔ ہم نے اپنے دور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، اَہلِ بیتِ عظام اور اَولیاء وصُلَحاء وعُلمائے اَہلِ سنّت کے بلکہ ماں باپ کے بے اَدَب وگُستاخوں کے متعلق تَجَسُّس (کھوج) اور تحقیق کی تو سو فیصد تجربہ صحیح نکلا۔ اِسی لئے فَقِیر سابِقہ تحرِیکوں کے سَربَراہوں اور سَرغَنوں کی تارِیخ کے ساتھ قُرآن وحدیث اور مَسائِلِ شَرعیَہ کے اُصُول سے ثابت کرے گا کہ گُستاخ وَلَدُ الحَرَام ہے اور یہی اِس رِسالَہ کا نام ہے۔

اپنے دور کے چند مَشَاہِیر (معروف لوگوں) کے نام لکھ دوں گا اور اُن مَشَاہِیر کے پیرُوکاروں سے گُزارِش کروں گا کہ اپنے دور کے اُن مَشَاہِیر کے متعلق نُطفَہ حَرَامی کی بات سَچّی ہے تو یَقیناً سابِقہ تَحرِیکوں کی گُمرَاہی کی طرح اِن صاحبان کی گُمرَاہی پر بھی یَقِین کر کے اُس کی تَحرِیک سے توبَہ کر کے قَدِیمی مَذہَبِ حَق اہلِ سُنّت کے دائرہ میں آجائیں۔ اِسی میں تُمہاری اور ہم سب کی نَجات ہے۔

وَ مَا عَلَیْنَاۤ اِلَّا الْبَلٰغ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

گستاخ ولد الزنا قُرآن پاک کا فَیصَلَہ ہے کہ گُستاخ بے اَدَب، وَلَدُ الزِّنا اور حَرَام زَادَہ ہے چُنانچِہ نَبیِ پاک، شَہِ لَولَاک صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کے گُستاخ اور بے اَدَب کو وَلَدُ الزِّنا اور وَلَدُ الحَرَام فَرمایا بلکہ اُس کی مَذمّت سَخت سے سَخت کَلِمَات سے یَاد فَرمائی۔ ملاحظہ ہو:

وَ لَا تُطِعْ کُلَّ حَلَّافٍ مَّهِیْنٍ ○ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیْمٍ ○ مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ ○ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِکَ زَنِیْمٍ ○ اَنْ کَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِیْنَ ○

اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ○ سَنَسِمُهٗ عَلَی الْخُرْطُوْمِ ○ (پارہ ۲۹، سورۂ القلم، آیت ۱۰ تا ۱۶)

ترجمہ: اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا، بہت طعنے دینے والا، بہت اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرنے والا، بھلائی سے بڑا روکنے والا، حد سے بڑھنے والا گنہگار، دُرشت خو (بد مزاج)، اِس سب پر طُرّہ (ستم) یہ کہ اُس کی اصل میں خطا، اِس پر کہ کچھ مال اور بیٹے رکھتا ہے، جب اُس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں کہتا ہے اگلوں کی کہانیاں ہیں۔ قریب ہے کہ ہم اُس کی سور کی سی تھوتھنی (صورت) پر داغ دیں گے۔

بے ادبی و گستاخی کیا تھی؟ ناظرین حیران ہونگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن مجید میں اتنے سخت اور شدید کلمات کیوں استعمال فرمائے۔ کیا اُس (وَلِید بن مُغِیرَہ) نے نَبیِّ کَرِیم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کو گالی دی تھی یا ظاہری نَقائِص (ظاہری کمزوریاں) و عُیُوب (خامیاں) بتائے؟ نہیں، ہر گز نہیں، صِرف عَام رَسم و

رَوَاج (معاشرتی عادت) کے مطابق حَبِیْبِ خُدَا، سَرْوَرِ اَنْبِیَاء صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مَجْنُوْن (دیوانہ) کہا۔ بظاہر تو یہ اتنی بے ادبی اور گستاخی کسی کو معلوم و محسوس نہ ہوتی ہو لیکن نُبوّت کی شان میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت اور شدید ترین گستاخی ہے اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے اُس کے دس(۱۰) عیوب واضح فرمائے بالخصوص سَتَّارُ الْعُیُوْب (خامیوں کو چھپانے والا) رَبِّ کَرِیْمُ بے نِیَاز نے بے ادب کو ولد الزنا کہہ کر جو شانِ ستّاری کے خلاف تھا، ظاہر فرمادیا تاکہ آنے والے کو یقین ہوجائے کہ ہر گستاخ اور بے ادب یقیناً ولد الزنا یا کم از کم ولد الحرام ضرور ہوگا چنانچہ نازل شدہ آیات کے مور(پورے اترنے والے) شخص کے متعلق پردہ کھلا۔

حرامی کی ماں کا اعتراف» "مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ولید بن مغیرہ نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرے حق میں دس(۱۰) باتیں فرمائیں ہیں نو(۹) کو تو میں جانتا ہوں کہ مجھ میں موجود ہیں لیکن دسویں بات اصل میں خطا ہونے کی اُس کا حال مجھے معلوم نہیں یا تو تُو مجھے سچ سچ بتادے ورنہ میں تیری گردن ماردوں گا اِس پر اُس کی ماں نے کہا کہ تیرا باپ نامرد تھا تو میں نے ایک چرواہے کو بلایا تو اُس سے ہے۔"[1] (تفسیر خزائن العرفان، پارہ ۲۹، سورۃ القلم، آیت ۱۴)

تصدیق ہوگئی» قرآن مجید کی تصریح سے ثابت ہوگیا کہ واقعی گستاخ ولد الحرام ہے اور "سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ" کا مطلب یہ ہے کہ اُس کا چہرہ بگاڑ دینگے اور اُس کی بدْ بَاطِنِی (برے دل) کی علامت اُس کے چہرہ پر نمودار کردیں گے تاکہ اُس کے لئے سَبَبِ عَار (شرمندگی کا باعث) ہو آخرت میں تو یہ سب کچھ ہوگا ہی مگر دنیا میں بھی یہ خبر پوری ہو کر رہی اور اُس کی ناک دُغیلی ہوگئی (برطرح بگڑ گئی) کہتے ہیں کہ اُس کی ناک کٹ گئی۔[2] (خازن ومدارک وجلالین وغیرہ)

ناظرین» ہمیں تو پورا یقین ہے کہ ہر بے ادب اور گستاخ ولد الحرام ہوتا ہے ناظرین کو بھی یقین ہونا چاہیے لیکن چونکہ دورِ حاضرہ میں حق کی آواز کو بہت کم سنا جاتا ہے اِسی لئے فقیر چند دیگر قوی شواہد (مضبوط دلائل) پیش کرتا ہے۔ تاکہ شَکّی کا شک زائل (ختم) ہو اور یقین والوں کا ایمان تازہ۔

دوسرے ولد الزنا کی نبوی خبر»

أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قِسْمًا أَتَاهُ ذُو الخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اعْدِلْ فَقَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اءْذَنْ لِي فِيهِ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ؟ فَقَالَ دَعْهُ، فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلاَتَهُ مَعَ صَلاَتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَقْرَءُونَ القُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَمَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ، وَهُوَ قِدْحُهُ فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، قَدْ سَبَقَ الفَرْثَ وَالدَّمَ آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ المَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ البَضْعَةِ تَدَرْدَرُ

---

[1] (کنز الایمان مع تفسیر خزائن العرفان، پارہ 29، سورۃ القلم، آیت 14، ص 1054، مکتبۃ المدینہ)

[2] (تفسیر الخازن، سورۃ القلم، الآیات 16 الی 20، 325/4، دار الکتب العلمیۃ، بیروت) (تفسیر النسفی، سورۃ القلم، آیت 3، 561/16، دار الکلم الطیب، بیروت) (تفسیر الجلالین، سورۃ القلم، آیت 1، 758/16، دار الحدیث، القاھرۃ)

وَيَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا الحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ. فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَأُتِيَ بِهِ. حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي نَعَتَهُ[3]

یعنی سیّدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ سلم کے پاس حاضر تھے اور آپ کچھ مال تقسیم فرمارہے تھے کہ ذوالخویصرہ آیا جو بنی تمیم قبیلہ میں سے تھا اور کہا: یارسول اللہ عَدل (انصاف) کیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ سلم نے فرمایا: تیری خرابی ہو جب میں ہی عَدل نہ کروں تو پھر کون کریگا؟ اور جب میں نے عَدل نہ کیا تو تُو محروم اور بدنصیب ہوگیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ سلم حکم دیجئے کہ میں اِس کی گردن ماروں۔ فرمایا: جانے دو اِس کے رُفقاء (ساتھی) ایسے لوگ ہیں کہ اُن کی نمازوں اور روزوں کے مقابلہ میں تم لوگ اپنی نمازوں وروزوں کو حقیر سمجھوگے، وہ قرآن پڑھیں گے لیکن اُن کے حَلق کے نیچے نہ اُترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے کہ تیر کے پَر کو دیکھا جائے لیکن اُس پر کوئی نشان نہیں پھر اُس کے پیکان (نوک) کو دیکھا جائے اور وہاں بھی کوئی نشان نہیں کیونکہ وہ جانور کے جسم سے تیر چلایا گیا تھا پھر اُس کی لکڑی کو دیکھا جائے تو وہاں بھی کوئی نشان نہیں۔ نشانی اُن کی یہ ہے کہ اُن میں ایک سیاہ فام ہوگا جس کا ایک بازو مثلِ عورت کے پستان کے یا مثلِ گوشت پارا (گوشت کے ٹکڑے) کے حرکت کرتا ہوگا وہ لوگ اُس وقت نکلیں گے جب لوگوں میں تَفَرُّقہ (اختلاف) ہوگا۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اِس حدیث کو میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی کرم اللہ وَجہہٗ الکریم نے اُن لوگوں کو قتل کیا اور میں بھی حضرت علی کے ساتھ تھا اُنہوں نے بعد فتح کے حکم دیا کہ اُس شخص کو تلاش کیا جائے جس کی خبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی، چنانچہ جب اُس کی لاش لائی گئی دیکھا میں نے کہ جتنی نشانیاں اُس کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی سب اُس میں موجود تھیں۔

غور فرمایئے کہ اَحمق (بیوقوف) کے ذہن میں آیا کہ عدل ایک عمدہ شئے ہے اگر صاف صاف حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ دیا جائے تو کیا مُضَائِقَہ (حرج) ہے، اُس بیوقوف نے یہ خیال نہ کیا کہ بات تو چھوٹی ہے مگر بانسبت شانِ نبوی کے کتنی بڑی بے ادبی ہوگی اور انجام اُس کا کیا ہوگا؟ چنانچہ اُسی بے ادبی پر واجب القتل ہوگیا تھا مگر چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منظور تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ہاتھ سے اپنے تمام شریکوں کے مارا جائے اِس لئے باوجود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درخواست کو منع فرمادیا۔

نتیجہ ظاہر ہے کہ اُس ایک گستاخی نے اُس شخص کو کہاں پہنچادیا اور وہ کثرتِ عبادت اور ریاضت اُس کے کسی کام نہ آئی۔

گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے پر خوشی کا منظر﴾ گستاخِ نُبوّت کتنا ہی اعلیٰ سے اعلیٰ قسم کا زاہد و عابد ہو ہمارے نزدیک ہمارے جوتے کی نوک کے برابر بھی نہیں بلکہ ہمارے اَسلاف تو ایسے بدبختوں کے قتل کرنے سے بہت خوش ہوتے چنانچہ ملاحظہ ہو:

---

3) (صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، 3/1321، الحديث3414، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

عن نبيط بن شريط قال لما فرغ على من قتال أهل النهر قال اقلبوا القتلى فقلبناهم حتى خرج في آخرهم رجل أسود على كتفه مثل حلمة الثدى فقال على الله أكبر والله ما كذبت ولا كذبت كنت مع النبى صلى الله عليه وسلم وقد قسم فيئا فجاء هذا فقال يا محمد اعدل فوالله ما عدلت منذ اليوم فقال النبى صلى الله عليه وسلم ثكلتك أمك ومن يعدل عليك إذا لم أعدل فقال عمر بن الخطاب يا رسول الله ألا أقتله فقال النبى صلى الله عليه وسلم لا دعه فإن له من يقتله فقال صدق الله ورسوله۔ (4)

یعنی نبیط ابنِ شریط سے مروی ہے کہ جب فارغ ہوئے علی اَہلِ نہروان کے قتل سے، کہا کہ لاشوں میں اُس شخص کو تلاش کرو۔ جب ہم نے خوب ڈھونڈھا تو سب کے آخر میں ایک شخص سیاہ فام نکلا جس کے شانہ پر ایک گوشت پارہ (گوشت کا ٹکڑا) مثل سرِپستان کے تھا یہ دیکھتے ہی حضرت علی نے کہا: اللہ اکبر قسم ہے خدا کی نہ مجھے جھوٹی خبر دی گئی نہ میں اُس کا مرتکب ہوا۔ ایک بار ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت کا مال تقسیم فرمارہے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم عَدل کیجئے کہ آج آپ نے عَدل نہیں کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری ماں تجھ پر روئے جب میں عدل نہ کروں تو پھر کون عدل کرے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِس کو قتل نہ کروں؟ فرمایا: نہیں اِس کو چھوڑدو اِس کو قتل کرنے والا کوئی اور شخص ہے۔ حضرت علی نے یہ کہہ کر کہا: "صدق اللّٰہ" اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا۔

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمایا ہوا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فلہٰذا اِس میں کسی قسم کے شک اور شُبہ کی بات نہیں۔

فائدہ﴾ اِس حدیث سے ظاہر ہے کہ سب سے پہلے وہی شخص قتل کیا گیا اِس لئے کہ اُس کی لاش تمام لاشوں کے نیچے تھی۔

نتیجہ ظاہر ہے کہ اُس ایک گستاخی نے اُس شخص کو کہاں پہنچادیا اور وہ کثرتِ عبادت اور ریاضت اُس کی کسی کام نہ آئی۔

ازالہ وھم﴾ نیکی اور عبادت بہر حال اچھا کام ہے لیکن جس نیکی اور عبادت میں نُبوّت و رسالت کی تنقیص (توہین) مطلوب ہو وہ نیکی بھی کفر بن جاتی ہے اُس شخص کا مطلب بھی تنقیصِ (توہین) رسالت تھا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

عن أبي برزة أنه أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم بِدَنَانِيرَ فَجَعَلَ يَقْسِمُهَا وَعِنْدَهُ رَجُلٌ أَسْوَدُ مَطْمُومُ الشَّعْرِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ بَيْنَ عَيْنَيْهِ أَثَرُ السُّجُودِ وَكَانَ يَتَعَرَّضُ لِرَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَلَمْ يُعْطِهِ فَأَتَاهُ فَعَرَضَ لَهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ فَلَمْ يُعْطِهِ شَيْئًا فَأَتَاهُ مِنْ قِبَلِ يَمِينِهِ فَلَمْ يُعْطِهِ شَيْئًا ثُمَّ أَتَاهُ مِنْ قِبَلِ شِمَالِهِ فَلَمْ يُعْطِهِ شَيْئًا ، ثُمَّ أَتَاهُ مِنْ خَلْفِهِ فَلَمْ يُعْطِهِ شَيْئًا فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَا عَدَلْتَ مُنْذُ الْيَوْمَ فِي الْقِسْمَةِ فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم غَضَبًا شَدِيدًا ثُمَّ قَالَ وَاللهِ لاَ

---

4) (جامع الأحاديث للسيوطي، مسند العشرة، مسند على بن أبي طالب، 500/31، الحديث 34656.، د حسن عباس زكى)

(جمع الجوامع المعروف بـ«الجامع الكبير» للسيوطي، مسند العشرة، مسند على بن أبي طالب، 321/18، الحديث 2244/4.، الأزهر الشريف، القاهرة جمهورية مصر العربية، الطبعة: الثانية، 1426 هـ 2005م)

تَجِدُونَ أَحَدًا أَعْدَلَ عَلَيْكُمْ مِنِّي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ يَخْرُجُ عَلَيْكُمْ رِجَالٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ كَأَنَّ هَذَا مِنْهُمْ هَدْيُهُمْ هَكَذَا يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِهِ سِيمَاهُمَ التَّحْلِيقُ لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ثَلَاثًا ، شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ يَقُولُهَا ثَلَاثًا۔ [5]

یعنی حضرت ابی برزہ نے فرمایا کہ کہیں سے دینار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے تھے، آپ نے اُس کو تقسیم فرمانا شروع کیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص سیاہ فام تھا، سر کے بال کُترایا ہوا اور سفید کپڑے پہنا ہوا جس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں اثر سجدہ کا نمایاں تھا چاہتا تھا، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ عنایت فرمادیں مگر کچھ نہ دیا رُوبرو آکر سوال کیا، کچھ عنایت نہ فرمایا داہنے طرف سے آکر سوال کیا، تب بھی کچھ نہ ملا، بائیں طرف سے آکر مانگا، کچھ نہ ملا، پیچھے سے آکر سوال کیا، تب بھی کچھ نہ پایا، کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آج آپ نے تقسیم میں عدل نہ کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اِس بات پر بہت خفا (ناراض) ہوئے اور شدّتِ جلال سے تین بار فرمایا: خدا کی قسم مجھ سے زیادہ عدل کرنے والا تم کسی کو نہ پاؤ گے، پھر فرمایا: یہ اُن لوگوں سے ہے جو تم پر مشرق کی طرف سے نکلیں گے وہ قرآن کو پڑھیں گے لیکن وہ اُن کے حُلقوم (حلق) سے نیچے نہ اُترے گ، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر شکار سے نکل جاتا ہے، پھر نہ لوٹیں گے دین کی طرف اور ہاتھ مبارک سینہ پر رکھ کر فرمایا: "نشانی اُن کی یہ ہے کہ سر کے بال منڈوایا کریں گے، ہمیشہ وہ لوگ نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ آخر دجّال کے ساتھ ہوں گے۔ پھر تین بار فرمایا کہ جب تم اُن کو دیکھو تو قتل کر ڈالو وہ لوگ تمام مخلوقات سے بدتر ہیں۔" یہ جملہ تین بار فرمایا۔

اِس حدیث سے ظاہر ہے کہ وہ شخص نہایت عابد تھا کہ کثرتِ صلوٰۃ سے پیشانی میں اُس کے گھٹا پڑ گیا تھا غرض کہ اِن اَحادیث میں تأمُّل (غور و فکر) کرنے کے بعد ہر شخص معلوم کر سکتا ہے کہ باوجود کثرتِ عبادت اور ریاضتِ شاقّہ (مسلسل عبادت) کے وہ شخص اور اُس کے ہم خیال جو واجب القتل اور بدترین مخلوقات ٹھہرے، وجہ اُس کی سوائے بے ادبی اور گستاخ طبعی کے اور کوئی نہ نکلے گی۔

اِس سے ثابت ہوا کہ عبادت کیسی ہی اعلیٰ ہو لیکن اگر ادب نہ ہو تو وہ عبادت ہی بیکار ہے اور اگر ادب ہو تو بڑی غلطی بھی معاف ہو سکتی ہے کیونکہ یہی کلمہ تو انصار نے بھی کہا تھا، چنانچہ عکرمہ سے روایت ہے کہ مالِ غنیمت کے لئے لشکرِ اسلام میں جھگڑے ہونے لگے شُدَہ شُدَہ (آہستہ آہستہ) یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ سارا مالِ غنیمت حاضر کیا جائے، چنانچہ مالِ غنیمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر کر دیا گیا کسی کے پاس ایک دانہ نہ رہا۔ اُس وقت اَہلِ شجاعت اور لڑنے والے سمجھے کہ یہ مال صرف ہم لوگوں کو ملے گا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بِحِصَّہِ مُساوِی (برابر کے حصے) دینے لگے۔ سعد نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن لوگوں نے صَفِ کَارزَار (میدانِ جنگ) میں بڑھ بڑھ کر تلواریں چلائیں اور دادِ شُجاعت (بہادری کا مظاہرہ) دے دے کر اپنی جانیں گنوانے میں ذرا بھی دَرِیغ نہ کیا (یعنی نہ ہچکچائے)، کیا آپ اُن کو ضعیف اور عاجز لوگوں کے برابر دیں گے جو قابلِ جنگ نہ تھے؟

---

[5] (مصنف ابن ابی شیبۃ ، کتاب الجمل، باب ماذکر فی الخوارج، 559/7، الحدیث 37917، مکتبۃ الرشد، الریاض)

قربان اِس غریب نوازی اور مسکین پروری کے، ارشاد ہوا کہ تم لوگ یہ فخر نہ کرو کہ م اپنی قوّتِ بازُو (بازو کی طاقت) سے فیروز مَند (کامیاب) اور ظَفَر یاب (فتح یاب) ہوئے ہیں۔ بلکہ یہ اُنہیں ضُعَفاء (عاجز لوگوں) کی دعا تھی۔ دیکھئے اِس روایت میں صحابہ نے وہی کہا جو منافق نے کہا تھا لیکن اُنہیں کچھ نہ کہا گیا بلکہ اُن کی دِلجوئی فرمائی اور اچھے تاثرات ظاہر فرمائے۔

گستاخ اور بے ادب ولد الزنا یا ولد الحرام﴾ اب ہمارا تجربہ کھل کر سامنے آگیا کہ بے ادب اور گستاخ ولد الزنا یا ولد الحرام ہوتا ہے اُس کی تصدیق قرآن مجید سے ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک گستاخ کو ولد الزنا ولد الحرام فرمایا تو چونکہ وہ عربی تھا زبان دان تھا فوراً ماں کے پاس پہنچ کر تصدیق کرائی تو بات سچ نکلی۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ گستاخ کو خود بھی اِس کا احساس ہوتا ہے لیکن۔۔۔

اور ہمیں تو سولہ آنے پورا یقین ہوتا ہے کیونکہ ہم اُسے حرام زادہ اگر نہ مانیں تو ہمارے ایمان میں خَلل آتا ہے بلکہ ایماندار کے سچّے ایمان کی بھی یہی علامت ہے کہ وہ گستاخ و بے ادب کے ولد الحرام اور ولد الزنا ہونے کا یقین کرے چنانچہ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب گستاخ اور بے ادب کو قتل کر ڈالا تو پھر اُس کی ماں کو بلوا کر تصدیق چاہی کہ واقعی وہ مقتول حرام زادہ تھا چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

گستاخ نبوت بھی ولد الزنا نکلا﴾ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اُس مقتول کی لاش حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں لائی گئی آپ نے مجمع سے پوچھا: "أيكم يعرف هذا" تم میں سے کون اِسے پہچانتا ہے؟

ایک شخص نے عرض کی "هذا حرقوص وأمه ههنا" اِس کا نام حرقوص ہے اِس کی ماں زندہ اور یہاں موجود ہے اِس کے باپ کا علم کسی کو نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس عورت کو بلوا کر پوچھا: "ممن هذا" حرقوص کا باپ کون ہے؟

اُس نے عرض کی:

ما أدري إلا أني كنت في الجاهلية أرعى غنما لي بالزبذة فغشيني شيء كهيئة الظلمة فحملت منه فولدت هذا [6]

یعنی مجھے اِس کے متعلق اور کچھ علم نہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں مَیں زبذہ [7] پر بکریاں چرا رہی تھی کسی کالی سیاہ شکل والے نے میرے ساتھ جِماع کر لیا، یہ حرقوص اُسی کا حمل ہے۔

فقیر اُویسی غفرلہٗ نے تجسُّس کیا کہ جو بھی حق مذہب اَہلِ سنّت کو ترک کر کے یا ویسے بد مذہبی کو اختیار کرتا ہے تو وہ ظالم ولد الزنا یا ولد الحرام ضرور ہوتا ہے۔

فائدہ﴾ ظاہر ہے کہ ولد الزنا تو وہ ہے جو اپنے باپ کا نہ ہو اور ولد الحرام وہ ہوتا ہے جو ہو تو اپنے باپ کا لیکن اُس کے باپ سے یہ غلطی ہوئی کہ جماع کے بعد غسل کئے بغیر دوبارہ جماع کر لیا۔ نطفہ ٹھہرا تو وہ ولد الحرام ہے یعنی نطفۂ نجس کی نحوست سے بد عقائد ہونگے بہت سے اعلیٰ خاندان کے لوگ بد مذہب ہو جاتے

---

6) (الخصائص الكبرىٰ، ذكر وقعة صفين، 250/2، دار الكتب العلمية، بيروت)

7) زبذہ مدینہ پاک میں ایک مقام کا نام ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب "محبوبِ مدینہ"

ہیں اُس کی اکثر اور اصل وجہ یہی ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حضرت سیّدنا مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری اوچی قُدّس سرہ نے فرمایا:

یک شبی درخواب دیدم مصطفی　　　عرض کردم ای حبیب کبریا

سیدان شیعه اولاد تو اند؟　　　گفت: لا واللّٰہ، لا واللّٰہ، لا

یعنی ایک رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرّف ہوا اور عرض کی کہ اے حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم بتایئے شیعہ سیّد آپ کی اولاد ہیں؟ فرمایا: خدا کی قسم وہ ہرگز میری اولاد نہیں(کئی بار فرمایا)۔

ازالۂ وھم فقیر نے اہلِ بیت، سادات اور مشائخ و عُلماء کی اولاد میں بد مذہب ہو جانے کی علّت(وجہ) لکھی اُن کی اولاد ولد الزنا یا ولد الحرام ہو گی جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ بہت سے اچھے خاندانی لوگ بد مذہب ہیں اور ہر بد مذہب یا ولد الزنا ہو گا یا ولد الحرام۔ مُقدّس خاندانوں کے ادب واحترام کے پیشِ نظر فقیر نے یوں لکھ دیا کہ وہ ولد الزنا نہ ہونگے تو ولد الحرام ضرور ہونگے جبکہ والدین نے جِماعِ اُولیٰ کے بعد غسل یا وضو کے بغیر دوبارہ جماع کیا یا دورانِ حیض، تو وہ نطفہ ولد الحرام ہو گا۔ ایسے نطفے بد مذہب، ظالم، چور، ڈاکو، زانی، بد معاش ہو سکتے ہیں اِس پر بعض اَہلِ علم دوست فقیر پر ناراض ہوئے کہ آج کل تو عموماً ایسے ہو رہا ہے تو پھر اُویسی نے سب کو ولد الحرام کہہ دیا۔ اُویسی غریب کون لگتا ہے کہ کسی کو ولد الحرام کہے بلکہ فقیر تو یہ عرض کرتا ہے کہ اَہلِ اسلام نیک اور متّقی بچے جنیں، غفلت اور سستی کو دور کر کے اپنی نسل کو نوری نسل بنائیں اور یہ رائے اُویسی کی ذاتی نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اِسی طرح ثابت ہے۔ چنانچہ ابو الشیخ اور الدیلمی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

من لم يعرف حق عترتي والأنصار والعرب فهو لإحدى ثلاث إما منافق وإما لزنية وإما حملت به أمه في غير طهر [8]

یعنی جس نے میری اولاد، انصار اور عرب کا حق نہ پہچانا وہ یا تو منافق ہے یا ولد الزنا یا ایسا آدمی ہے جسے اُس کی ماں نے ناپاکی کی حالت میں حمل میں لیا ہے۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

---

[8] (الصواعق المحرق، تتمة في أبواب منتاة من كتاب للحافظ السخاوي، 664/2، مؤسسة الرسالة بيروت)